افتتاحِ کلام

مسلمان معاشروں میں عصر حاضر کا ایک بڑا المیہ اپنی پہچان اور شناخت کا کھو دینا ہے جس کی وجہ سے امت مسلمہ اپنی منزل سے بہت دور ہو چکی ہے۔ مسلم قوم نے جب ھندوستان کی عظیم جغرافیائی ریاست کو مسترد کرکے ایک چھوٹے لیکن الگ اسلامی ملک کے قیام کا نعرہ بلند کیا تو ان کے نزدیک اہم ترین بات یہی تھی کہ ہم مسلم ہیں اور ہماری شناخت اسلام ہے۔ اپنی شناخت کو ہم اسی صورت میں بچا سکتے ہیں جب ہمیں الگ سے ایک ریاست مل جائے جہاں پر ھندومت کے بجائے اسلام اور قرآن کریم کی حکمرانی ہو۔ کیونکہ قرآن ہی ایک مسلمان کی پہچان ہے اور اس کی تعلیمات کا علم اور ان پر عمل ہی اس کا تشخص ہے۔ قرآن کریم زندگی کے تمام زاویوں میں انسان کی ھدایت اور راھنمائی کا فریضہ انجام دیتا ہے اور اسے بتاتا ہے کہ اس کی انفرادی زندگی کس نوعیت کی ہونی چاہیے اور اجتماعی زندگی کیسی ہو۔ دنیا اور کائنات کی نسبت فکر و تدبر کے نئے دریچے انسان پر کھولتا ہے اور اسے ایک ایسی مستحکم، ثابت اور لا یتغیر آئیڈیالوجی عطا کرتا ہے جس کی روشنی میں انسان مقاصد خلقت کے اسرار و رموز سے آشنا ہوتا ہے۔ قرآن کریم انسان کو عقیدہ و عمل، زندگی و موت، انفرادیت و اجتماعیت غرض ہر حوالے سے راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اس ہدایت سے استفادہ کرنے والا انسان مسلمان بنتا ہے۔ جس کا وطن اسلام ہوتا ہے۔ جس کی زبان، جس کی قومیت، جس کا قبیلہ، جس کی پہچان --- سب کچھ اسلام سے عبارت ہوتی ہے۔ ایسا انسان ہر چیز کو اسلام کی عینک سے دیکھتا ہے۔

جبکہ اللہ کی دشمن قوتوں نے مسلم امہ سے یہ احساس اور قرآن کریم کی یہ معرفت چھیننے اور اسے الٰہی قدروں سے محروم کرکے اپنے رنگ میں رنگنے کے لیے ان گنت اقدامات کیے، جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

- ☆ بڑی اسلامی ریاستوں کو چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم کرکے مسلمانوں کو جغرافیائی تقسیمات اور باہم منافرت کا شکار کر دیا گیا۔
- ☆ مسلمانوں کے اذہان میں یہ بات آہستہ آہستہ ڈال دی گئی کہ اسلام صرف چند عبادات و رسوم سے عبارت ہے اور انسانی معاشرے کی اجتماعی زندگی کے مسائل کا حل اسلام کے دائرہ کار سے باہر ہے تاکہ دین کو سیاست سے جدا کر دیا جائے۔
- ☆ علمی و تعلیمی میدانوں میں قدیم نظام ہای تعلیم کو آہستہ آہستہ ختم کرکے اس کی جگہ ایسا نظام متعارف کرایا گیا جہاں کا فارغ التحصیل ایک ماہر طبیب یا کیمیادان تو بن سکے لیکن ایک کامیاب اور بیدار مسلمان نہ بن پائے۔

☆ اسلام کی سیاسی تاریخ کا چہرہ مسخ کرکے شہنشاہی نظام مملکت کو متعارف کرایا گیا تاکہ اسلام کی معاشرتی عدل سے متعلق تعلیمات اور اقدامات پس پردہ چلے جائیں۔

☆ مسلم امۃ کی اسلامی شناخت کو مٹا کر اس کی جگہ بعثت نبوی سے قبل کی قوم پرستی' قبیلہ پرستی' زبان پرستی جیسی پہچان کو زندہ کیا گیا اور مسلمانوں کو تقسیم کیا گیا۔

☆ جو لوگ قوم و زبان پرستی کی زد سے بچ گئے انہیں مختلف فرقوں کے امتیازات کی بنیاد پر تقسیم کرکے ان کے مابین نفرتوں اور کدورتوں کا بیج بویا گیا تاکہ رہتی دنیا تک اسلام اور اللہ کے نام لیوا آپس میں انہی امتیازات اور اختلافات کی بنیاد پر لڑتے رہیں اور ایک دوسرے کے خلاف فتوے دیتے رہیں۔

اس طرح کے اور بھی حربے امت مسلمہ کو تقسیم کرنے کے لیے استعمال کیے گئے لیکن افسوس ناک بات یہ ہے کہ دشمنوں نے تو ایسا کرنا ہی تھا اہل اسلام بھی اپنی سادہ لوحی کی وجہ سے دشمنوں کی ان سازشوں میں غیر شعوری طور پر شریک ہوتے گئے اور نادانستہ اور شاید مخلصانہ طور پر اپنی تمام قوتوں اور توانائیوں کو انہی مسائل میں صرف کرتے رہے۔

آج کا اسلامی معاشرہ کہلاتا تو "مسلمان" ہی ہے لیکن اسلام کی وہ تعالیم جن کی بدولت مسلم دانشوروں نے سمندری لٹیروں کو علم کی روشنی دکھائی تھی اور ہندوستان سے یورپ تک اپنے علم' عمل اور ترقی کا سکہ بٹھا دیا تھا آج ناپید ہیں اور اس کی جگہ احساس کمتری' اغیار سے مرعوبیت اور تقلید نے لے لی ہے۔

ضرورت ہے ایسے اہل فکر و نظر کی جو اسلام کی عظمت رفتہ کو اپنی حریت فکر کے ساتھ دوبارہ زندہ کرنے کے لیے زبان اور قلم کا اسلحہ استعمال کریں اور ایک بار پھر مسلمانوں کو ان کی اسلامی شناخت لوٹا دیں اور حضور نبی اکرمؐ کی سیرت کو زندہ کرکے انسانی معاشرے کو یہ پیغام دے سکیں کہ اگر حیات دنیوی و اخروی میں سکون' لذت اطمینان اور نجات حاصل ہوسکتی ہے تو صرف اسلامی تشخص اور شناخت کو زندہ کرکے' جو نبی کریمؐ کی تعلیمات کی بنیاد اور اساس ہے۔

صاحبان قلم اگر قرآنی تعالیم کے حوالے سے ایسی تحقیقات اور تحریریں ہمیں ارسال فرمائیں تو المیزان کے صفحات کو اپنے لیے حاضر پائیں گے۔

اللہ ہم سب کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ "مدیر"